السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ابو بکر صدیق نیازی میاں والی سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں شادی کے موقع پر لڑکی کو جہیز دینے کا عام رواج ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ کچھ لوگ اسے لعنت قرار دیتے ہیں۔ اگر جائز ہے تو کس حد تک اس کی اجازت ہے۔ قرآن وحدیث کی رو سے وضاحت کریں۔

---

# الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

واضح رہے کہ لڑکی کو جہیز دینے کے سلسلے میں ہم افراط وتفریط کا شکار ہیں۔ حالانکہ یہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے۔ جس میں انتہا پسندی درست نہیں ہے۔ البتہ یہ ایک فطری بات ہے۔ کہ جب والد اپنی لخت جگر کو شادی کے موقع پر گھر سے رخصت کرتا ہے تو حسب استطاعت کچھ سامان دینا دونوں کے لئے باعث فرحت وانبساط ہے۔ محدثین کرام نے اس مسئلہ کو اپنی کتب حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں ایک عنوان بایں الفاظ قائم کرتے ہیں۔

باب جهاذ الرحل ابنته '' باپ کی طرف سے بیٹی کو جہیز دینے کا بیان۔ پھر حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کو چادر مشکیزہ اور ایک تکیہ جس میں روئی کی بجائے اذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔ بطور '' جہیز دیا (کتاب النکاح) اس وقت آپ نے جو سامان دیا اس کے لئے لفظ ''جھز'' استعمال کیا۔

(مسند امام احمد میں مذکور ہے۔ کے سامان کے ساتھ چکی اور دو مٹکوں کا بھی زکر ہے۔ (مسند امام احمد : 1/104

اسی طرح جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے حبالہ عقد میں لیا تو وہ حبشہ میں تھیں حضرت نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نکاح پڑھایا پھر چار ہزار درہم اپنی طرف سے بطور حق مہر دیا اس کے ساتھ اپنی گرہ سے جہیز کا بھی بندوبست کیا حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

(ثم جهزها من عنده وجهازها كله من عند النجاشي ولم يرسل اليها رسول الله صلى الله عليه وسلم بشئ ''(مسند امام احمد : 4/427''

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جہیز حضرت نجاشی کی طرف سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی بندوبست نہیں کیا تھا۔ '' مسند امام احمد کی ان احادیث پر احمد بن عبد الرحمٰن البنا الساعاتی بایں الفاظ '' عنوان قائم کرتے ہیں۔ ''باب ماجاء فی الجهاز'' ''جہیز دینے کا بیان'' احادیث زکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جہیز کے متعلق میانہ روی اختیار کی جائے صرف ضروریات کے پیش نظر اس کا اہتمام ہونا چاہیے۔ مبالغہ آمیزی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ہمارے اس دور میں تو اس کے متعلق بہت اسراف '' کیا جاتا ہے۔ جس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں بلکہ لوگ فخر ومباہات کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ غریب آدمی اپنا مکان فروخت کرتا ہے۔ بعض دفعہ قرضہ لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنا بالکل حرام ہے۔ (فتح الربانی : 16/177)

علامہ ساعاتی نے ان قباحتوں کا زکر کیا ہے۔ جو ہمارے معاشرے میں در آئی ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ جہیز دینے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ مندرجہ زیل باتوں کا خیال رکھا جائے۔

1۔ اسے شادی کا جزو خیال نہ کیا جائے۔ کہ اس کے بغیر شادی نامکمل رہتی ہو۔

2۔ لڑکے والوں کی طرف سے کسی قسم کا مطالبہ نہ ہو خود والد اپنی خوشی سے جو دینا چاہے دے دے۔

3۔ خود والد بھی حسب استطاعت دے ایسا نہ ہو کہ بچی کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے زندگی بھر قرض کے نیچے دبا رہے۔

4۔ جو کچھ دینا چاہے نہایت سادگی سے خاموشی سے دے دیا جائے اسے شہرت نمود ونمائش اور فخر ومباہات کا زریعہ نہ بنایا جائے۔

5۔ اس سلسلے میں عدل وانصاف سے کام لیا جائے۔ باقی بچوں اور بچیوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔

6۔ سامان جہیز کے عوض بچی کو قطعی طور سے وراثت سے محروم نہ کیا جائے۔

7۔ کوئی ناجائز چیز یا جس کا استعمال ناجائز ہو اسے جہیز میں نہ دیا جائے۔ مثلاً ٹی وی اور وی سی آر وغیرہ بالفاظ دیگر فضولیات کے بجائے صرف ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ یہ بات جو مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زرہ فروخت کر کے سامان جہیز خریدا گیا تھا اس کے متعلق کوئی حوالہ ہمارے علم میں نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوا ہے تو کوئی حرج والی بات نہیں ہے کیوں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر

کفالت تھے۔ نیز روایات میں تفصیل کے لئے ابوداؤد نسائی اور مسند امام احمد کو دیکھا جاسکتا ہے۔ (واللہ اعلم

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

## فتاویٰ اصحاب الحدیث

**جلد:1 صفحہ:397**